مولانا محمد جعفر پھلواروی

ایک حدیث

ربا (سود)

مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ

لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوٰ وموکلہ وشاھدیہ وکاتبہ'

آنحضورؐ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، گواہی دینے والوں اور لکھنے والے سبھوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قرآن نے سود کی ممانعت اتنے واضح الفاظ میں فرمائی ہے کہ اس کی حرمت میں کسی ابہام کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن نے اسے اللہ اور رسول سے جنگ قرار دیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ گفتگو ہو سکتی ہے کہ کمانے کا فلاں ذریعہ سود ہے یا نہیں۔ مثلاً مضاربت، بیع سلف، بٹائی، کرایہ زمین ومکان اور بینک کا انٹرسٹ وغیرہ۔ ہمیں ذاتی طور پر ان کے ربا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بلکہ اس بات پر تعجب ہے کہ بیشتر علما ان میں سے بعض کو ربا قرار دیتے ہیں اور بعض کو ربا نہیں مانتے۔ اس وقت اس بحث میں پڑنا مقصود نہیں۔ اسے ہم اپنے بہت سے مضامین میں واضح کر چکے ہیں۔ بس وہ بات ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے جو امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب صلوات اللہ علیہ نے فرمائی ہے کہ دعوا الربوا والریبہ۔ صرف ربا ہی کو نہیں بلکہ اس آمدنی کو بھی ترک کرو جس میں ربا کا شک یا شائبہ ہو۔

پیش نظر ارشاد نبوی میں جو حقیقت بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ صرف سود کھانے والا ہی ملعون نہیں بلکہ سود دینے والا، سود کھلانے والا بھی ایسا ہی مستحق لعنت ہے۔ سودی کاروبار کا کاغذ لکھنے والا کاتب اور اس پر گواہی ثبت کرنے والے شاہد بھی مستحق لعنت کے حقدار ہیں، کیونکہ یہ سب کسی نہ کسی شکل میں سودی کاروبار میں اعانت وشرکت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ سود لینا تو حرام ہو اور سود دینا جائز ہو جائے؟ شراب پینا ناجائز اور پلانا مباح ہو؟ کسی معصیت کی اعانت اور شرکت تو درکنار اس کے ساتھ محض رضامندی بھی داخل معصیت ہے۔

بغاوت کے سوا دنیا کا اور کوئی جرم نہیں جسے اللہ اور رسول سے جنگ قرار دیا گیا ہو۔ ذرا سوچیے کہ آخور بامیں کون سی ایسی خباثت ہے جس نے اسے بدترین جرم بنا دیا ہے۔ بات کچھ زیادہ پیچیدہ نہیں، بالکل واضح ہے۔ اسلام کا پیغام ہی مساوات انسانی ہے۔ تمام حقوق کی مساوات۔ معاشی ہمواری بھی اسی مساوات انسانی کا غیر منفک جز ہے۔ معاشی ہمواری کے بغیر کوئی حکومت بھی اسلامی حکومت نہیں ہو سکتی۔ معاشی ہمواری کا خون کرنے والی خباثت صرف وہ جذبہ ہے جو زیادہ سے زیادہ دولت مند اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار بننے پر ابھارتا ہے اور اس کا خواہش مند جائز و ناجائز کی تمام حدوں کو پھاند جاتا ہے۔ اخلاقی و ایمانی قدریں اس کے لیے بے معنی چیزیں ہوتی ہیں اور اپنی ہوس سرمایہ داری کی خاطر وہ ظلم، فریب اور استحصال کا ہر طریقہ اختیار کر لیتا ہے اور غریبوں کو پرامن طریقے سے لوٹنے اور غلام بنانے کے لیے سُودی کاروبار کرتا ہے۔ اس طرح وہ سود خوار سرمایہ دار بیشتر مستحق اعانت غریبوں کی جیبیں خالی کرا کے اپنا خزانہ بھرتا ہے۔ ایسی حالت میں نہ نظام عدل قائم رہتا ہے، نہ نظام مساوات، نہ معاشی ہمواری کا قیام ممکن ہوتا ہے، نہ طبقاتی کشمکش ختم ہو سکتی ہے۔

لہٰذا اسلام نے ہمیں جو معاشی نظام دیا ہے، اس میں جائز وسائل سے دولت حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں لیکن اسے جمع رکھنے کی اجازت نہیں۔ اپنی جائز و متوسط ضرورت سے جو زائد ہو اسے کارِ خیر میں لگا دینے کا حکم ہے، جسے انفاق فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ یہی ہے سنت رسولؐ اور یہی ہے سنت خلفائے راشدینؓ۔ دولت کو جمع رکھنا ہی سرمایہ دار بننے کی خواہش کی طرف پہلا قدم ہے، اس لیے کہ اس سے سرمائے کو بڑھانے کی خواہش بھی فطرتاً پیدا ہو جاتی ہے۔ دینے کی خواہش دب جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ لینے کی آرزو ابھر آتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ استحصال کی طرف قدم بڑھاتا ہے، جس کی بدترین شکل ربا یعنی سود ہے۔ یہی وہ خبیث سرشت ہے جو انسانی مساوات اور معاشی ہمواری کے لیے سم قاتل ہے اور طبقاتی کشمکش کا سب سے بڑا سبب ہے۔ اسلام ایسی خونخوار غیر انسانی اور اخلاق کُش حرکت کا کیسے روادار ہو سکتا تھا اور لطف کی بات یہ ہے کہ تورات نے بھی سود کو حرام ہی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کتاب خروج ۲۲: ۲۵ تا ۲۷۔ اور کتاب استثنا ۲۳: ۱۹، ۲۰۔ اور کتاب احبار ۲۵: ۳۵ تا ۳۷۔ عیسائی بھی تورات کے احکام کو اسی طرح مانتے ہیں، جس طرح یہود مانتے ہیں۔ گویا تمام آسمانی مذاہب حرمت ربا پر متفق ہیں۔

لیکن جب یہود و نصاریٰ نے دولت کو اپنا معبود بنایا تو معبود حقیقی کے اس حکم کو پس پشت ڈال دیا کہ سود حرام ہے۔ اور سودی کاروبار کا ایسا وسیع جال بچھا دیا کہ کوئی فرد اس سے نہ بچ سکا۔ بینکاری نے اس میں سب سے اہم کردار ادا کیا اور کوئی مسلمان ملک بھی اس سے نہ بچ سکا بالواسطہ یا بلا واسطہ ہر شخص اس میں مبتلا ہوا اور اہل اسلام کو اس جال سے رہائی پانا مشکل ہو گیا اور رفتہ رفتہ ان تمام چیزوں کو اپنے معاشرے میں داخل کر لیا جو کسی نہ کسی شکل میں سود ہی ہے۔ مثلاً بٹائی، مضاربت کرایہ مکان اور بینک کا سودی منافع وغیرہ۔ ان چیزوں سے آج رہائی پانا بلاشبہ سخت دشوار ہے لیکن ارادہ و ہمت ہو تو کیا نہیں ہو سکتا؛ دنیا میں آج بھی کچھ ممالک ایسے ہیں جنھوں نے اپنے ہاں سے اس لعنت کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ عوامی جمہوریہ چین ان میں سرفہرست ہے دنیا میں یہی ایسا ملک ہے جو کسی ملک کو قرض دیتا ہے تو اس پر سود نہیں لیتا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان یہ کیوں نہیں کر سکتا۔

ہمیں کسی اخباری خبر سے اتنی مسرت نہیں ہوئی جتنی وفاقی وزیر خزانہ کے اس اعلان سے ہوئی کہ سود کی لعنت کو پاکستان سے مٹا دینا ہمارے نصب العین میں داخل ہے۔ فی الواقع ہمارے لیے یہ شرم کی بات ہے سوشلسٹ ممالک تو سود کی ہمہ گیر لعنت کو محسوس کر لیں اور اہل اسلام اس حکم کو فراموش کر دیں جو انھیں چودہ صدی پہلے دیا جا چکا تھا۔

ربا کیا ہے؛ وہ قرض جس سے زیادہ وصول کیا جائے، خواہ وہ نقدی رقم ہو یا کوئی اور جنس، یہ کیوں حرام ہے؛ اس لیے کہ حاجت مند ہی قرض لیتا ہے۔ حاجت مند کی تو صدقات سے مدد کرنی چاہیے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اسے قرض دیا جائے، مگر وہ نہ ادا کر سکے تو اسے معاف کر دیا جائے۔ اگر معاف نہ کیا جا سکے اور وقت پر نہ ادا کر سکے تو اسے ادائیگی کے لیے مزید مہلت دی جائے۔ یہ تمام احکام قرآن میں وضاحت سے موجود ہیں۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن سود خوار ہر حاجت مند کو قرض دے کر اس سے مزید وصول کرتا ہے اور سود در سود کے ذریعے اسے لوٹتا چلا جاتا ہے، وہ کوئی محنت نہیں کرتا، جو کچھ محنت کرتا ہے وہ کسی کو نفع پہنچانے کے لیے نہیں کرتا، صرف لوٹنے کے لیے کرتا ہے۔ اور یہی مضاربت میں ہے یہی کچھ بیع سلف میں ہے اور یہی کچھ بینک انٹرسٹ میں ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے نے ان میں سے ایک آدھ کو تو ناجائز اور رباتی کو مباح سمجھ لیا ہے۔ اگر حلال ہیں تو سبھی حلال ہیں اور حرام ہیں تو سبھی حرام ہیں۔